International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp:454 - 470

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

دل کے روحانی امراض کے اثرات ونقصانات: تدارک قرآن وسنت کی روشنی میں

Effects and damages of spiritual diseases of the heart: Remedy in the light of Quran and Sunnah

Dr. Haq Nawaz
Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization
University of Management and Technology, Lahore
Email: drhaqnawaaz@gmail.com
Ameer Maviya
PhD Scholar, Department of Islamic Studies
The University of Lahore
Email: ameermoavia1987@gmail.com
Abubakar Siddique
Islamic Scholer, Religious Affairs Branch Lahore.
Email: abubakar.s109nbsargodha@gmail.com

Abstract

Man is a combination of body and soul. Just as the heart is of great importance from the physical point of view, the heart is also very important from the spiritual point of view, just as the heart can be sick and healthy from the physical point of view, similarly the heart from the spiritual point of view can be both sick and healthy. Nowadays, even heart diseases are not paid attention to, which is the great tragedy of this age. Doubts and whispers in heart diseases are diseases that do not allow a person to remain calm. For which it is necessary that a person continues to organize prayers. Hardness of heart is a great spiritual disease due to which the man becomes oblivious to the remembrance of Allah. Hearts also get rusty, which is a sign of misguidance, the main reason for this is the abundance of sins. Hypocrisy is a great disease, which is the cause of waste of actions, to avoid it, it is necessary to correct the intention. Negative thinking creates mistrust in a person, which is prohibited by Shariat. Greed and greed never make a person happy, this greed is the cause of death. Only by avoiding all these diseases can a person become an important and useful part of society, can also become a good person and can also become a good Muslim.

Keywords: Islam ,Quran , sunnat, psychology, inferiority, Arrogance, problem

CC BY

تعارف موضوع

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے، جسم اور روح۔ جسم انسانی مٹی سے بنا تو اس کی خوراک و علاج کا انتظام بھی اسی مٹی سے کیا گیا۔ روح کے بارے فرمایا۔"قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ"[1] ترجمہ: روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ روح جب امر ربی ہے تو خوراک اور علاج کا انتظام بھی رب تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا۔ جسم انسانی اور روح ایسا جی کا مرکز ایک ہی ہے اور وہ "دل" ہے۔ جسم انسانی میں اگر دل کا نظام درست ہے تو بدن توانا اور تندرست رہتا ہے اور اگر دل بیمار ہے تو ہو تو پورا جسم بیماریوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے، ہمارے جسم میں خون کی گردش کو برقرار رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دل کی ایسی مشین رکھ دی ہے کہ اگر حرکت قلب جاری ہو تو انسان کو زندہ سمجھا جاتا ہے اور جب اس کی حرکت بند ہو جائے تو وہ انسان مردہ کہلاتا ہے۔ ایک تو یہ دل ہے جس سے جسم کی زندگی اور موت کا تعلق ہے، دوسری طرف اسلامی تعلیمات میں انسان کے باطن یعنی اس کے اندر کی حقیقت کا تعلق بھی دل ہی کے ساتھ وابستہ ہے۔ روحانی اعتبار سے بھی دل کی اتنی ہی اہمیت ہے جس قدر جسمانی اعتبار سے۔ بخاری مسلم کی روایت ہے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

> **ألا وإنَّ في الجَسَدِ مُضْغَةً، إذا صَلَحَتْ، صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وإذا فَسَدَتْ، فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، ألا وهي القَلْبُ.**[2]
>
> ترجمہ: سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

مرکز تقویٰ و پرہیز گاری بھی یہی دل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ التَّقْوَى هَاهُنَا، وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ[3] ترجمہ: تقوی یہاں ہے اور تین مرتبہ اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ جب دل کی اہمیت اس قدر ہے تو اس دل کا بیماریوں سے محفوظ ہونا ضروری ہے تاکہ ہم ایمان کی اچھی حالت برقرار رکھتے ہوئے زندگی بسر کر سکیں اور اسی بہترین حالت میں اس دار الفناء سے دار البقاء کی طرف جانا ہو۔

عصر حاضر کا المیہ:

دور حاضر کا المیہ یہ ہے کہ جسمانی کے اعتبار سے دل کی بیماری کو تو بیماری سمجھا جاتا ہے اس کے علاج پر توجہ بھی دی جاتی، دوا بھی استعمال کی جاتی ہے، پرہیز بھی کی جاتی ہے۔ مگر روحانی اعتبار سے دل کی بیماری کو مرض سمجھا ہی نہیں جاتا۔ جبکہ حالت یہ ہے کہ قلبی احوال خراب ہو چکے ہیں اور روحیں بیمار ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے انسان روز بروز پستیوں کی طرف گرتا چلا جا رہا ہے۔ شیطان انسان کو خارجی طور پر بہکاتا ہے اور اس کا نفس امارہ اسے داخلی طور پر بہکانے میں لگا ہوا ہے۔ جب مریض اپنے آپ کو مریض ہی نہ سمجھے گا تو علاج کی طرف، دوا کی طرف اور پرہیز کی طرف متوجہ کیسے ہو گا؟۔ اس حوالہ سے سب

سے سے پہلے اور اہم کام یہ ہے کہ خود احتسابی کے عمل کو معمولات زندگی میں شامل کریں، عجب و خود پسندی سے باہر نکلیں، تلاوت قرآن پاک، قرآن فہمی، ذکر اللہ، استغفار، درود پاک کی کثرت کو اپنا معمول بنائیں اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں تاکہ اپنی خامیوں کا ادراک، دل کی بیماریوں کی نشاندہی اور پھر ان کا علاج ممکن ہو سکے۔

تندرست اور بیمار دل قرآن پاک کی روشنی میں:

دل تندرست بھی ہوتے ہیں اور بیمار بھی، دل کی ان دونوں حالتوں کی نشاندہی، علامات و وجوہات خود رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان فرمائیں۔

تندرست دل قرآن پاک کی روشنی میں

1۔ تندرست دل والے وہ ہیں جو دل میں رب تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ[4]

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔

2۔ تندرست دل والا وہ ہے جو رب کے حضور قلب سلیم لے کر حاضر ہو گا آخرت میں کامیاب یہی شخص ہو گا۔ اس کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں کیا گیا۔ فرمایا

وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ-یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ-اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ[5]

ترجمہ: مجھے اس دن رسوانہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔ جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔ مگر وہ جو اللہ کے حضور سلامت دل کے ساتھ حاضر ہو گا۔

3۔ تندرست دل والا وہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں جھکا ہوا ہے اور وہ حق کی پیروی کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّۙ-وَ لَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْؕ-وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ[6]

(16) ترجمہ: کیا ایمان والوں کیلئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جھک جائیں جو نازل ہوا ہے اور مسلمان ان جیسے نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

بیمار دل قرآن پاک کی روشنی میں

1۔ حق کو جھٹلانا دل کو روحانی مرض میں مبتلا کر دیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ-فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً-وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ[7]

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری میں اور اضافہ کر دیا اور ان کے لئے ان کے (حق کو) جھٹلانے کی وجہ سے دردناک عذاب ہے۔

2۔ قرآن حکیم کے محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑنے والے دل کے ٹیڑھ پن کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ارشاد ربانی ہے

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ- فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ؔ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ-كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا-وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ[8]

ترجمہ: وہی ہے جس نے آپ پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں۔ تو وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے وہ (لوگوں میں) فتنہ پھیلانے کی غرض سے اور ان آیات کا (غلط) معنیٰ تلاش کرنے کے لئے ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں حالانکہ ان کا صحیح مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

3۔ ضد، عناد، سرکشی، مخالفت حق اور انبیاء کی نافرمانی دلوں پر مہر لگنے کا سبب ہے۔ فرمایا

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ-وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ-وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ[9]

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

4۔ دلوں کی سختی بہت بڑی بدبختی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً-وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ-وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ-وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ-وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ[10]

ترجمہ: پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت ہیں اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں کہ جب پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تمہارے اعمال سے ہرگز بے خبر نہیں۔

دل کی بُری حالت ختم کر کے اسے اچھی حالت میں تبدیل کرنا نہایت اہم ہے کیونکہ تمام اعضا کی اصلاح کا دار و مدار دل کی اصلاح پر ہے۔ دل نیک اور متقی ہے تو اعضا بھی نیکی و تقویٰ سے آراستہ ہوں گے اور اگر دل تقویٰ سے خالی ہوا تو ظاہر بھی گناہوں میں لتھڑ جائے گا۔

دل کی بیماریاں اور ان کا علاج

1۔ شکوک، شبہات و وسوسے

شیطان جو کہ انسان کا ازلی دشمن ہے، کسی طرح انسان کو سکون سے رہنے نہیں دیتا۔ ہر ایک کو اس کے حال و ایمان کے لیول کے مطابق وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ اس کی پہلی کوشش یہی ہوتی ہے کہ انسان کو اس کے خالق کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا کر دے، جب اس پر بس نہیں چلتا تو سب سے اہم عبادت نماز کے اندر اس کے دل میں خیالات ڈالتا رہتا ہے۔ کبھی وضو کے بارے میں تو کبھی طہارت کے بارے میں انسان کو شکی بنا دیتا ہے۔ کبھی میاں بیوی کے درمیان تو کبھی دو مسلمانوں کے درمیان شکوک و شبہات کے ذریعے اختلافات ڈالتا رہتا ہے۔ غرض یہ کہ یہ شیطانی وسوسے ساری زندگی چلتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی خیال ہمیں خیر سے دور کرنے کے لئے دل کے دروازے پر دستک دے تو اس خیال کو خطرہ کہا جاتا ہے، جونہی ایسا کوئی خیال آئے تو دل کے دروازے کو بند کر لینا ہی اس سے محفوظ رہنے کا طریقہ ہے۔ قلب کی بیماری کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے؟ یاد رکھیں! امراض کے دل میں داخلے کا نقطۂ آغاز "وسوسہ" ہے۔ یہ وہ پہلا خیال ہے جو دل و دماغ میں آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ اس نے ابھی دل میں وجود اور جگہ نہیں پائی، بس آیا اور گزر گیا۔ اگر اس خیال و خطرہ کو آتے ہی فوراً بلاک نہ کیا جائے تو یہ خیال دوبارہ آئے گا۔ اس بات کو سوشل میڈیا کی اس مثال سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ جب ہم کوئی چیز سرچ یا وزٹ کریں تو پھر خود بخود اس سے متعلقہ مواد کثیر مقدار میں ہماری طرف آنا شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہماری مانوسیت کو چیک کر لیا جاتا ہے کہ ہم نے کس چیز کو تلاش کیا اور کیا کچھ کتنا عرصہ دیکھا۔ ہمارا اس کو رد یا بلاک نہ کرنا ہماری پسندیدگی کی علامت سمجھا جاتا ہے اور پھر ہر روز نئی سے نئی اپ لوڈ لسٹ ہم تک پہنچا دی جاتی ہے۔ اسی طرح جب ہم نے برا خیال رد نہ کیا اور اسے اندر جگہ دے دی تو شیطان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اسے اس خیال و خطرہ سے اُنس ہے، یعنی یہاں ٹھہرنے کی گنجائش ہے، چنانچہ اسی طرح کے خیالات اور نظریات پے درپے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ وسوسہ سے مراد دل و دماغ میں قرار پکڑنے والا وہ خیال ہے جو عملِ شر کے لئے آتا ہے۔ یہاں سے دل کے روحانی مریض ہونے کے سفر کا آغاز ہوتا ہے۔

یاد رکھیں! ہماری جان کے دشمن کم ہیں اور ایمان کے دشمن بہت زیادہ ہیں۔ ایمان کے دشمن زیادہ اس لیے ہیں کہ شیطان نے اللہ رب العزت کے حضور قسم کھائی ہے کہ: فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ۔[11] ترجمہ: مجھے تیری عزت کی قسم! میں تیرے سارے کے سارے بندوں کو ہر صورت پوری کوشش کر کے گمراہ کر کے رہوں گا۔

ہم میں سے ہر شخص جو ایمان پر ہے، اس کے ایمان کا دشمن شیطان ہے اور ایمان کا یہ دشمن ہمہ وقت ہم پر حملہ آور رہتا ہے۔ اس کے حملوں سے وہی محفوظ ہے جس کے بارے میں اس کا اپنا اقرار ہے اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ[12] وہ لوگ Secured ہیں، جو اپنے آپ کو ہر برائی سے محفوظ کرتے ہیں، اپنی سیکیورٹی کرتے ہیں، جنہیں تو نے اپنے کرم سے نفس کے چنگل اور شرارت سے محفوظ کر دیا ہے، وہ میرے حملے سے بچ جائیں گے۔ وسوسہ ایسا شیطانی عمل ہے کہ جس سے عالم، مبلغ، دین دار، متقی اور عبادت گزار بھی محفوظ نہیں ہے شیطان کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ بار بار وسوسے ڈالتا ہے اور ہمت نہیں ہارتا، شیطان نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ اعلان کیا کہ

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ.[13]

ترجمہ: پھر میں یقیناً ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا۔

وسوسوں سے بچنے کا علاج

وسوسوں کو دھیان اور توجہ نہ دیں، پریشان بھی نہ ہوں

ان خیالات اور وسوسوں سے پریشان نہ ہوں، اور ان کا علاج یہ ہے کہ ان کی طرف بالکل دھیان نہ دیا جائے، اور دل میں جگہ نہ دی جائے، ان کے مقتضیٰ پر عمل یا لوگوں کے سامنے ان کا اظہار نہ ہو، بلکہ ان کا خیال جھڑک کر ذکر اللہ کی کثرت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

جاءَ ناسٌ مِن أصْحابِ النبيِّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ، فَسَأَلُوهُ: إنَّا نَجِدُ في أنْفُسِنا ما يَتَعاظَمُ أحَدُنا أنْ يَتَكَلَّمَ به، قالَ: وقدْ وجَدْتُمُوهُ؟ قالوا: نَعَمْ، قالَ: ذاكَ صَرِيحُ الإيمانِ.[14]

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کچھ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ: ہم اپنے دلوں میں کچھ خیالات ایسے پاتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کو بیان نہیں کر سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا واقعی تم اسی طرح پاتے ہو؟ (یعنی گناہ سمجھتے ہو) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو واضح ایمان ہے"۔

دعاؤں کا اہتمام

شیطانی وساوس اور خیالات سے حفاظت کے لیے ان دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے:

1) أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.

ترجمہ: میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

2)رَبِّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ. وَأَعُوْذُبِكَ رَبِّ أَنْ يَّحْضُرُوْنَ[15]

ترجمہ: اے میرے رب! میں شیطان کے وسوسوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، اور میں ان کے قریب آنے سے بھی آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

2۔دل کی سختی

دل کی نرمی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور دل کی سختی بہت بڑی آفت ہے کیونکہ دل کی سختی کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس میں وعظ و نصیحت اثر نہیں کرتا، انسان کبھی اپنے سابقہ گناہوں کو یاد کرکے نہیں روتا اور اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور و فکر نہیں کرتا۔ یہ دل ایسے ہوتے ہیں جو پتھر نما ہوتے ہیں جو پتھروں کی طرح سخت ہوتے ہیں۔ یہ دل نافرمانی اور معصیت کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ دل بھی اپنی قساوۃ اور سختی کے باعث نیکی کی طرف نہیں بلکہ بدی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَطَالَ عَلَيۡهِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ط وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ.[16]

ترجمہ: پھر ان پر مدّت دراز گزر گئی تو اُن کے دل سخت ہوگئے، اور ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں

اسی طرح سورہ الحج میں ارشاد فرمایا: فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ.[17] ترجمہ: جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن لوگوں کے دل سخت ہیں"۔ اور اسی طرح سورہ الانعام میں ارشاد فرمایا: وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَاكَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.[18] ترجمہ: لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دل سخت ہوگئے تھے اور شیطان نے ان کے لیے وہ (گناہ) آراستہ کر دکھائے تھے جو وہ کیا کرتے تھے دل سخت ہونے کے اسباب وعلامات دل کی سختی کے مختلف اَسباب اور علامات ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

آنکھ کا خشک ہو جانا

جب آنکھ سے آنسو خشک ہو جائے تو سمجھ لیں کہ دل سخت ہو چکا ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"اللہ کے ڈر سے گرنے والا آنسو، جب آنکھ سے خشک ہو جائے؛ تو جان لو! یہ قحط دل کی سختی کی وجہ سے ہے، اور اللہ سے سب سے زیادہ دور؛ سخت دل ہے![19]

زیادہ بولنا

زیادہ بولنا دل کی سختی کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي.[20]

ترجمہ: ذکر الٰہی کے سوا زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کرو اس لیے کہ ذکر الٰہی کے سوا کثرت کلام دل کو سخت بنا دیتا ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل والا ہوگا"۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت برتنا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ[21]

ترجمہ: اس کی مثال جو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دل کی سختی سے محفوظ فرمائے اور دل کی نرمی عطا فرمائے کیونکہ دل کی نرمی اللہ تعالی کا بڑا انعام ہے اور انعام بھی ایسا جس پر رب تعالی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ نعمت عطا فرما کر احسان جتلایا، فرمایا

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ[22]

ترجمہ: اللہ کی رحمت کے سبب سے آپ ان کے لیے نرم دل ہیں، اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو البتہ یہ آپ کے گرد سے بھاگ جاتے

اہل ایمان میں نرم دلی والے کی سخت دل والوں پر فضیلت بیان فرمائی۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ[23]

ترجمہ: تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے) تو خرابی ہے ان کیلئے جن کے دل اللہ کے ذکر کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

دل کی سختی کا علاج

قرآن کریم کی تلاوت و سماعت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ[24] ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں۔ قرآن سننے کی عجیب تاثیر رب تعالی نے بیان فرمائی: وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا[25] ترجمہ: اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتیں ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں

تلاوت قران میں اللہ تعالی نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ اس کو سن کر ان لوگوں کے دل بھی نرم اور آنکھیں نم ہو گئیں جو مسلمان نہیں ہوئے تھے جیسا کہ حبشہ میں حضرت جعفر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعے میں ہے کہ جب نجاشی اور ان کے ساتھیوں نے قرآن سنا:

وَإِذَا سَمِعُواْ مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُواْ مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ[26]

ترجمہ: اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔

مسکین ویتیم کے ساتھ حسن سلوک

حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص نے سخت دلی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اِنْ اَرَدْتَ اَنْ يَلِينَ قَلْبُكَ ، فَاَطْعِمِ الْمِسْكِينَ وَامْسَحْ رَاسَ الْيَتِيم [27] ترجمہ: اگر تم دل کی نرمی چاہتے ہو تو مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو۔ یتیموں اور مسکینوں سے حسنِ سلوک اللہ پاک کی رحمت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور رحمتِ الٰہی دل کی نرمی کا سبب ہے

3۔ دلوں کا زنگ آلود ہونا

جب یہ دل ہدایت سے محروم ہوتے ہیں تو یہ ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور یہ کج روی کو پسند کرتے ہیں۔ یہ ضلالت و گمراہی کو اختیار کرتے ہیں۔ قرآن دلوں کے احوال میں یہ بھی ذکر کرتا ہے کہ کچھ دلوں میں گناہوں کے باعث زنگ لگ جاتا ہے اور پھر گناہوں کے باعث ان کا زنگ بڑھتا رہتا ہے۔ ان کی چمک دمک، اجلا اور شفاف پن ختم ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كَلَّا بَلْ سكته رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ[28].

ترجمہ: (ایسا) ہرگز نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر ان اعمالِ (بد) کا زنگ چڑھ گیا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے

دلوں کے زنگ آلود ہونے کے اسباب وعلاج:

سبب، گناہ: علاج استغفار

1۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

إنَّ العبدَ إذا أخطأَ خطيئةً نُكِتت في قلبِهِ نُكْتةٌ سوداءُ، فإذا هوَ نزعَ واستَغفرَ وتابَ سُقِلَ قلبُهُ، وإن عادَ زيدَ فيها حتَّى تعلوَ قلبَهُ، وَهوَ الرَّانُ الَّذي ذَكَرَ اللَّه كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ[29]

ترجمہ: جس وقت بندہ گناہ کرے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے اگر توبہ کرے اور گناہ سے دست بردار ہو جائے اور استغفار کرے تو اس کا دل صیقل ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ گناہ کی طرف پلٹے تو سیاہی بڑھ جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کے پورے دل کو گھیر لیتی ہے اور یہ وہی زنگ ہے جس کی طرف اس آیت (کلا بل ران علیٰ قلوبھم ماکانوا یکسبون) میں اشارہ ہوا ہے

جوں جوں انسان گناہ کرتا ہے، دل پر زنگ چڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس کے وجود میں نافرمانی کی رغبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دل کے زنگ کے باعث گناہوں کی طرف رغبت ہونے لگتی ہے۔ ان گناہوں کے باعث لوگوں کے دل زنگ آلود ہوتے رہتے ہیں اور اس زنگ کی وجہ سے وہ نیکی اور اطاعت سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہر گناہ ان کے دل کو سیاہ کرتا چلا جاتا ہے، ادھر گناہ بڑھتے رہتے ہیں ادھر دل کی تاریکی بڑھتی رہتی ہے۔ دل کی سیاہی اور دل کی زنگ آلودہ کیفیت دل کو قلب اثم بنا دیتی ہے۔ اب اس ظلمت کدہ دل سے گناہ تو جنم لیتا ہے نیکی ظاہر نہیں ہوتی۔

دل کا زنگ اتر کر چمکدار کیسے ہو گا؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَائُ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ! وَمَا جَلَاؤُهَا؟ قَالَ:كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ،وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ[30]

ترجمہ: یہ دل زنگ آلودہ ہو جاتے ہیں، جس طرح لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کی گئی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی چمک کس طرح آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔

4۔ ریاکاری وعدمِ اخلاص

دل کی بیماریوں میں ایک بڑی بیماری ریاکاری ہے جس کو شرک خفی قرار دیا گیا ہے۔ حقیقی شرک سے تو سارے اعمال اکارت جاتے ہیں، مشرک کا کوئی عمل اور بظاہر اچھا عمل بھی اللہ کے ہاں مقبول نہیں جبکہ ریاکاری سے سارے اعمال ضائع نہیں ہوتے بلکہ ہر وہ عمل جس میں ریا پایا جائے وہ ضائع ہو جاتا ہے اور بندہ اسکے اجر وثواب سے محروم ہو جاتا ہے اور ریاکاری بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ بڑے سے بڑا عمل بھی اس کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ اللهُ لِلقَارِئِ أَلَمْ أَعلَمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِيْ قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ قَالَ كُنْتُ أَقُوْمُ بِهِ أَنَاءَ الَّلَيْلِ وَ أَنَاءَ النَّهَارِ فَيَقُوْلُ اللهُ كَذِبْتَ وَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَة كَذِبْتَ وَيَقُوْلُ اللهُ بَلْ أَرَدْتُّ أَنْ يُّقَالُ فُلَانٌ قَارِئٌ وَقَدْ قِيْلَ ذٰلِك[31]

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالی قاری کو کہیں گے کیا تمھیں معلوم ہے میں نے اپنے رسول پر کیا نازل کیا وہ کہے گا کیوں نہیں اے رب اللہ فرمائیں گے کیسے جانتا ہے وہ کہے گا میں صبح وشام اس کی وجہ سے کھڑا رہا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ کہا فرشتے بھی یہی کہیں گے اور اللہ تعالی فرمائیں گے تیرا ارادہ تو یہ تھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ [32]

ترجمہ: ان نمازیوں کے لئے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا اپنی امت کیلئے ریا کے بارے فکر مند ہونا

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ" قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " الرِّيَاءُ، يَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً [33]

ترجمہ: محمود بن لبید سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہاری بابت سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ چھوٹا شرک ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا شرک کیا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریاکاری، قیامت کے دن جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو ریاکاروں سے اللہ تعالی کہے گا: ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دکھانے کے لئے تم دنیا میں اعمال کرتے تھے اور دیکھو کیا تم ان کے پاس کوئی صلہ پاتے ہو۔

جب کسی عبادت میں ابتداء ریا شامل ہو (یعنی وہ عبادت محض ریا اور دکھلاوے کے لیے کی جائے) تو وہ ساری عبادت باطل ہو جاتی ہے اور وہ عمل کرنے والا دکھلاوے کی وجہ سے گناہ گار اور شرک خفی کا مرتکب ہوتا ہے۔

ریاکاری کا علاج اخلاص نیت

عبادت نام ہے نیت اور عمل کا، عبادت کی قبولیت اخلاص اور عمل کی عمدگی سے مشروط ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

{فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ} پس اللہ کی ہی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

لہذا اس آیت کے مطابق مسلمان کو اپنی تمام تر نیکیاں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے کا حکم ہے، چنانچہ مسلمان اپنی نیکی پر کسی بھی مخلوق سے بدلے یا شکریہ کا تقاضا نہیں کرتا۔

خلوص دل قبولیت کیلیے اساس ہے، اسی سے اعمال میں بہتری ممکن ہوتی ہے، بلکہ اعمال کا دارومدار ہی نیت پر ہے؛ یہی وجہ ہے کہ انسان صرف نیت سے اتنا بلند مرتبہ پا لیتا ہے کہ عمل کرنے سے بھی نہیں پا سکتا، اسی طرح بہت سے معمولی کام خالص نیت کی وجہ سے بڑے بن جاتے ہیں اور بہت سے بڑے کام نیت کی وجہ سے معمولی بن جاتے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم إنَّما الأعمالُ بالنِّيَّاتِ و إنَّما لِكلِّ امرئٍ ما نوى فمن كانت هجرتُهُ إلى اللهِ ورسولِهِ فَهجرتُهُ إلى اللهِ ورسولِهِ ومن كانت هجرتُهُ إلى دنيا يصيبُها أو امرأةٍ ينْكحُها فَهجرتُهُ إلى ما هاجرَ إليْهِ [34]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کے نتائج نیتوں پر موقوف ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی، چنانچہ جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو کہ وہ اسے پائے گا، یا کسی عورت کے لئے ہو، کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف شمار ہو گی جس کے لئے ہجرت کی ہو۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ چند چیزیں معلوم ہوئیں

1. ہر اچھے عمل کی قبولیت و عدم قبولیت، ثواب و عتاب کا دارو مدار نیت پر ہے۔ عمل اچھا ہے لیکن نیت میں کھوٹ ہے تو وہی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل مواخذہ بھی بن سکتا ہے۔
2. عمل چاہے دینی ہو یا دنیاوی نیت کا اعتبار ہر عمل میں کیا جاتا ہے۔ لہذا خالص دنیاوی اعمال کو بھی اچھی نیت سے باعث اجر و ثواب بنایا جا سکتا ہے اور خالص دینی اعمال بھی بری نیت سے ثواب سے محرومی کا باعث بن سکتے ہیں۔۔
3. ہر عمل میں نیت اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے۔ عمل چاہے فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا مستحب حتیٰ کہ مباح عمل میں بھی نیت خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے مباح عمل بھی نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بن جائے گا۔
4. ہجرت جیسا عظیم عمل بھی نیت درست نہ ہونے کی وجہ سے ثواب سے محروم کر دیتا ہے اس لیے دنیاوی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر ہجرت کرنے والا شخص ہجرت کے اجر و ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔

5۔ بد گمانی

بد گمانی بھی ایک دل کی بیماری ہے۔ بد گمانی کا مطلب کسی کے بارے میں برا سوچنا، اس کے بارے میں غلط اندازے لگانا اور پھر ان اندازوں اور مفروضوں کی بنیاد پر کوئی اقدام کر گزرنا ہے۔ اس منفی سوچ کے موقع کو شیطان بہت آسانی سے استعمال کرتا اور ہمارے ذہن میں اپنے بھائی یا بہن کے خلاف غلط سوچیں پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بد گمانی سے روکا گیا ہے، قرآن مجید کا فرمان ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱجۡتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ، إِنَّ بَعۡضَ ٱلظَّنِّ إِثۡمٌ[35].

ترجمہ: اے ایمان والو، کثرت گمان سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

شریعتِ مطہرہ نے بد گمانی کو جھوٹ کی بدترین شکل قرار دے کر اس سے منع کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ[36].

ترجمہ: بد گمانی سے بچتے رہو کیونکہ بد گمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

بدگمانی درحقیقت کئی برائیوں کا مجموعہ اور متعدد معاصی کا سبب بنتی ہے، بدگمانی انسان کو غیبت، چغل خوری، کینہ کپٹ، حقد وحسد، بغض، نفرت، انتقام، جھوٹ، نفاق، عناد، ڈھٹائی، بے شرمی وبے حیائی، تہمت، ایذارسانی، ظلم وزیادتی اور نہ جانے کتنی برائیوں اور بدعملیوں پر آمادہ کرتی اور اس کے نامۂ اعمال کی سیاہی کا سبب بنتی ہے۔

اک غلط فہمی نے دل کا آئینہ دھندلا دیا

اک غلط فہمی سے برسوں کی شناسائی گئی

بدگمانی کا علاج

بدگمانی کا اصل سبب سوچنا اور غلط سوچنا ہے۔ اس کا علاج سوچنے سے گریز کرنا یا خوش گمانی ہے۔ ہمیں ہر اس مفروضے، اندازے، تخمینے اور سوچ کو قابو کرلینا چاہیے جس سے بدگمانی پیدا ہو۔ ہمیں ہر صورت میں اپنے بھائی یا بہن کو انسان سمجھنا چاہیے کہ ممکن ہے اس سے غلطی ہوگئی ہو، ممکن ہے وہ بھول گیا ہو، ممکن ہے وہ پریشانی کی وجہ سے ایسا کر گیا ہو وغیرہ۔ بدگمانی کا علاج مثبت سوچ، دوسروں کو معاف کردینا، ان کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرنا، ان کو مجبوریوں کا مارجن دینا ہے بصورت دیگر ہم مفروضوں کی بنیاد پر عین ممکن ہے کوئی ایسا اقدام کر بیٹھیں جس سے ہماری دنیا و آخرت دونوں متاثر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا

ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا [37]۔ ترجمہ: مؤمن کے بارے اچھا گمان رکھو

6۔ طمع ولالچ

کسی چیز میں طمع ولالچ کرنا بھی ہلاکت کا سبب خواہشات کی زیادتی کے اِرادے کا نام حرص ہے اور بُری حرص یہ ہے کہ اپنا حصہ حاصل کرلینے کے باوجود دوسرے کے حصے کی لالچ رکھے۔ یا کسی چیز سے جی نہ بھرنے اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو حرص، اور حرص رکھنے والے کو حریص کہتے ہیں۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ حرص کا تعلق صِرف "مال ودولت" کے ساتھ ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ حرص تو کسی شے کی مزید خواہش کرنے کا نام ہے۔ لالچ اور حِرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت الغرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَأْتِي الخَيْرُ إِلَّا بِالخَيْرِ، إِنَّ هَذَا المَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الخَضِرَةِ[38]

ترجمہ: بھلائی سے تو صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے لیکن یہ مال سرسبز اور میٹھا ہوتا ہے اور جو گھاس بھی موسم بہار میں پیدا ہوتی ہے وہ حرص کے ساتھ کھانے والوں کو ہلاک کر دیتی ہے یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حرص و لالچ کو مشرکین کی علامت قرار دیتے ہوئے قرآن مجید میں اسکی شدید مذمت فرمائی::

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ [39]

تم انہیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے حتیٰ کہ یہ اس معاملے میں مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیے، حالانکہ لمبی عمر بہر حال اُسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی جیسے کچھ اعمال یہ کر رہے ہیں، اللہ تو انہیں دیکھ ہی رہا ہے

لالچ ہلاکت کا باعث ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتِ: فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَهِيَ أَشَدُّهُنَّ۔ [40]

ترجمہ: ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں: خواہشاتِ نفس کی پیروی، لالچ و طمع کے پیچھے لگنا اور خود پسندی میں مبتلا ہونا۔ یہ آخری چیز پہلی دو کے مقابلے میں زیادہ ہلاک کرنے والی ہے۔

لالچ کا علاج

قرآن کریم میں مذکور اللہ رب العزت کا اٹل فیصلہ ذہن میں رکھیں کہ ہر ہر آرزو کسی انسان کی بھی پوری نہیں ہو سکتی۔ اس لیے زیادہ آرزوئیں نہ کریں اور بالخصوص ایسی آرزوئیں جو مقصد حیات اللہ کی طاعات و عبادات کے راستے میں روکاٹ بن رہی ہوں ان کا بالکلیہ چھوڑ دیں اور آخرت کا استحضار رکھیں کہ اصل تو آخرت ہے دنیا فانی ہے اور اس کی چیزیں بھی فانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کو قناعت کی یہ دولت عطاء فرمائے، بلاشبہ اس کو بڑی دولت عطا ہوئی، اور بڑی نعمت سے نوازا گیا کیونکہ آدمی کے پاس اگر دولت کے ڈھیر ہوں، لیکن اس میں اور زیادہ کے لئے طمع اور حرص (لالچ) ہو، اور وہ اس میں اضافہ ہی کی فکر اور کوشش میں لگا رہے، تو اسے کبھی قلبی سکون نصیب نہ ہو گا، اور وہ دل کا فقیر ہی رہے گا

بر خلاف اس آدمی کے جس کے پاس صرف جینے کا مختصر سامان ہو، مگر وہ اس پر مطمئن اور قانع ((تھوڑے پر بھی شکر کرتے ہوئے قناعت کرنے والا)) ہو تو فقر و افلاس کے باوجود وہ دل کا غنی رہے گا، اور اس کی زندگی بڑے اطمینان اور آسودگی کی زندگی ہو گی

فائدہ : اپنے نفس کو دنیاوی مال و دولت اور دیگر چیزوں کی لالچ و حرص سے بچاتے ہوئے قناعت پسندی کا آخرت میں فائدہ یہ ہو گا کہ آدمی کے پاس دنیا میں دولت جس قدر کم ہو گی، حساب اتنا آسان ہو گا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلْقَنَاعَةُ كَنْزٌ لَا يَفْنَى۔ [41]

ترجمہ: قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

خلاصہ کلام:

باطن کو ظاہر سے بہتر کریں۔ہمارے ظاہر کو سب لوگ جانتے ہیں، جبکہ باطن کو اللہ اور ہمارے اپنے سواء کوئی نہیں جانتا۔ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے باطن کو جانتا ہے۔لہذا ہر کوئی کوشش کرے کہ اپنے باطن کو کم از کم ظاہر جیسا تو کرلے۔ جسم اور ظاہر مخلوق کی نظر گاہ ہے، جبکہ قلب اور باطن خالق کی نظر گاہ ہے۔ جسے مخلوق نے دیکھنا ہے، اسے ہم سجاتے اور سنوارتے ہیں، مگر افسوس کہ جسے خالق نے دیکھنا ہے اس کی ہم پرواہ نہیں کرتے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے درجنوں مقامات پر ظاہر و باطن، سریرہ اور اعلانیہ کا ذکر اکٹھا کیا ہے مگر تمام مقامات پر باطن، سریرہ، مخفی کا ذکر پہلے جبکہ ظاہر اور اعلانیہ کا ذکر ہمیشہ بعد میں کیا ہے۔ حتی کہ انہ علیم بالذاتِ الصدور کے ذریعے اپنے علم کا ذکر کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ ہر بار فوکس ہمارے چھپے ہوئے احوال پر کرتا ہے۔اس اسلوب میں یہ پیغام ہے کہ ہم اپنے باطنی احوال پر غور و فکر کریں جس پر اللہ رب العزت کی خاص نظر ہوتی ہے۔ جسم پر وارد ہونے والی امراض نظر بھی آتی ہیں، تکلیف بھی دیتی ہیں اور ہم اسکے علاج کے لئے فکر مند بھی ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ عارضی ہوتی ہیں لیکن جو نیات، خواہشات اور امراض دل کو گدلا کر رہی ہیں، یہ امراض نظر آتی ہیں اور نہ ہم ان کے علاج کے لئے فکر مند ہوتے ہیں حالانکہ یہ طویل المیعاد ہیں اور روح کو تکلیف دیتی ہیں۔ لہذا کوشش کریں کہ باطن کے امراض پر توجہ دیں اور جو چیزیں اللہ کو نظر آتی ہیں انھیں سنواریں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ ہمیشہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے مجھے بھی یہ دعا سکھائی: اَللّٰھُمَّ اجعَل سَرِيرَتِي خَيرًا مِّن عَلَانِيَّتِي. وَاجعَل عَلَانِيَتِي صَالِحَةً. [42] اے اللہ! میرے سریرہ (باطن) کو میرے ظاہر سے بہتر کر دے، میرے قلب کو میرے جسم سے بہتر کر دے، میرے من کے مخفی حالات کو لوگوں کو دکھائی دینے والے حالات سے زیادہ بہتر کر دے اور میرے ظاہر کو صالح اور نیک کر دے۔ ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے ظاہر کو حسین کر دے اور ہمارے باطن کو حسین تر کر دے۔ آخر میں رب تعالیٰ کے حضور مناجات پیش کرتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] ۔بنی اسرائیل:85

[2] ۔رواہ البخاری:52؛رواہ مسلم:1599

[3] ۔رواہ مسلم:6541

[4] ۔الانفال:2

[5] ۔الشعراء:87-89

[6] ۔الحدید:7

[7] ۔البقرۃ:10

[8] ۔آل عمران:7

[9] ۔البقرۃ:7

[10] ۔البقرۃ:74

[11] ۔الحجر:39

[12] ۔الحجر:40

[13] ۔الاعراف:17

[14] ۔رواہ مسلم:132

[15] ۔المؤمنون:97-98

[16] ۔الحدید:16

[17] ۔الحج:53

[18] ۔الانعام:43

[19] ۔بدائع فوائد:1/432

[20] ۔سنن الترمذی:2411

[21] ۔بخاری:6407

[22] ۔آل عمران:159

[23] ۔الزمر:22

[24] ۔الزمر:23

[25] ۔الانفال:2

[26] ۔مسند احمد:7576

[27] ۔مسند احمد:7576

[28] ۔المائدہ:83

[29] ۔الترمذی:3334

[30] ۔مشکاۃ المصابیح:2168

[31] ۔ صحیح الترغیب:22

[32] ۔ صحیح الترغیب:22

[33] ۔مسند أحمد:23630

[34] ۔ صحیح البخاری:2529

[35] ۔الحجرات:۱۲

[36] ۔ صحیح البخاری:۵۱۴۳

[37] ۔الدرالمنثور:10/674

[38] ۔بخاری:6427

[39] ۔البقرۃ:۹۶

[40] ۔شعب الایمان للبیہقی:6865

[41] ۔رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ:104

[42] ۔سنن ترمذی:3586